

سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر منتخب مکہذ کی روشنی میں

(An Analysis of the Historiography of *s*^ل *rah* Works in the light of Selected Sources)

عطاء الرحمن ☆

Abstract

The Prophetic biographies have been constantly inscribed since the time of the *¶ a F ۶ bah* till present day. In accordance with the changing trends and circumstances, the *s*^ل *rah* writers adopted and followed new styles and methodologies for their works. The intellectual task of collecting information about *s*^ل *rah*, its compilation, and codification was brought to a successful completion till the third century AH. The following generations of *s*^ل *rah* writers solely depended on them without adding something new to it, and therefore, there has been no change/ modification in this area. But as far as styles of writings, elucidations and explanations, long and short works out of the already codified *s*^ل *rah* material are concerned, biographers have contributed a great deal to this area. This research paper critically examines the historiography of *s*^ل *rah* literature, various methodologies and trends adopted by selected writers for writing *s*^ل *rah* of the Prophet Mu F ammad (SAW). For the sake of brevity, a model-specimen has been selected from each period.

رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کے لحاظ سے قرآن کریم کا اکمل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کے الفاظ کا عکس ہے۔ جب اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ سے آپ ﷺ کے غلق عظیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کان خلقہ القرآن¹ یعنی آپ ﷺ کا خلق (سیرت) قرآن تھا۔ قرآن مجید سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”وَلَا تَنْفَضِي عَحَابَيْهِ ، وَلَا يَخْلُقْ ، عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ“² قرآن مجید کے عجائب کبھی بھی ختم ہونے والے نہیں اور بار بار پڑھنے سے یہ پرانا نہیں ہوتا یعنی اس سے دل نہیں اکتا الہذا اقرآن مجید اگر قرآن صامت یعنی خاموش قرآن ہے تو نبی کریم ﷺ کا وجود گرامی قرآن ناطق ہے۔ اگر قرآن صامت کے عجائب و غرائب لامتناہی ہیں تو قرآن ناطق کے عجائب و غرائب کیسے متناہی ہو سکتے ہیں؟ وہ بھی لامتناہی ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت نگاری جو کہ دور صحابہ سے شروع ہوئی، آج تک بغیر کسی تعطل کے چلی آ رہی ہے اور ہر دور میں وقت اور حالات کے رحمات کے مطابق نئے نئے مناج و رحمات سامنے آئے ہیں۔

* اسٹنٹ پروفیسر شعباں اسلامیات، ملکانہ یونیورسٹی، چکدر، لاورڈر

چونکہ تیسری صدی ہجری تک جملہ دینی علوم و فنون کی جمع و تدوین کا کام پورا ہو چکا تھا اور بعد کے مصنفین کے لئے اسی دور کی کتابیں اصل الاصول ہیں، اس لئے اس میں من حيث الفن کوئی اضافہ نہیں ہوا البتہ اس میں تفنن و تنوع اور اجمال و تفصیل کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔³ زیر نظر مضمون میں تیسری صدی ہجری کے بعد کی سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر، منابع و رجحانات کا ایک ارتقائی جائزہ منتخب آخذ کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر قرن سے بطور نمونہ ایک مصدر کا انتخاب کیا گیا ہے۔

تاریخ الرسل والملوک

یہ ابو جعفر محمد بن جریر بن زید بن کثیر بن غالب الطبری (م ۳۱۰ھ) کی تالیف ہے۔ طبری عہد بنو عباس کے بڑے مفسر اور عظیم مؤرخ ہیں۔⁴ ان کی تفسیر طبری (جامع البيان) ایک طرف اسلامی معارف کا ایک ایسا بھرپور خزانہ ہے، جو ان کے علم و فضل کی گواہی دیتا ہے، تو دوسری طرف تاریخ طبری ملت اسلامیہ کے ابتدائی عروج کے بارے میں معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ ہے۔ جو تاریخ اسلام پر مضبوط گرفت کا پتہ دیتا ہے۔ سیرت پر طبری کی الگ تصنیف تو موجود نہیں لیکن ان کی تاریخ کی دوسری اور تیسری جلد سیرت نبوی پر مشتمل ہیں۔

کتاب کی تمهید میں انبیاء سالقین اور مختلف قوموں کے نامور سلاطین خصوصاً ساسانی دور کے بادشاہوں کا مفصل بیان ہے۔ اس کے بعد فارس کے ملوک کا مفصل ذکر کیا ہے۔ پھر باقاعدہ سیرت کا آغاز کر کے نبی کریمؐ کے شجرہ نسب سے لے کر وفات تک کے تمام واقعات بیان کئے ہیں۔

مصنف نے واقعات کو ”سن وار“ عنوانات کے تحت سال بہ سال جیسے جیسے پیش آتے گئے بیان کیا ہے۔ طبری خود بھی محدث تھے۔ آپ نے طریق محدثین کی پیر وی کر کے واقعات کو باقاعدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

تاریخ طبری متفرق موضوعات مثلاً لغت، ادب، سیرت و تاریخ، تفسیر و حدیث وغیرہ کی جامع ہے۔ نیز انہوں نے اپنے سے پہلے کے اکثر سیر و مغازی اور تاریخ کے مؤلفین کی تاریخی روایات اور ان کی کتابوں کے اقتباسات بھی محفوظ کر لیے ہیں۔ جو کہ ایک عظیم علمی سرمایہ ہے۔

طبری نے اپنی کتاب میں مختلف روایات جمع کی ہیں اور ہر روایت کو اس کے ناقل کی طرف منسوب کیا ہے اور حاشیہ آرائی کا کام پڑھنے والے پر چھوڑ دیا ہے، کہ چاہے وہ حق میں فیصلہ کرے یا خلاف کرے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ طبری میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی بنیاد پر مستشرقین نے رسول اللہؐ کی خانگی زندگی پر سخت اعتراضات کئے ہیں۔⁵

تاہم طبری نے اپنی کتاب کے آغاز میں اپنا نقطہ نظر واضح کر کے لکھا ہے:

وليعلم الناظر في كتابنا هذا أن اعتقادي في كل ما أحضرت ذكره فيه مما شرطت أنني راسمه فيه إنما هو على مارویت من الأخبار التي أنا ذاكرا كره فيه والآثار التي أنا مستند لها إلى رواتها فيه دون ما أدرك بحجج العقول واستبطاف الفكر النفوس إلا يسير القليل منه إذ كان العلم بما كان من أخبار الماضين وما هو كائن من أنباء الحادثين غير وacial إلى من لم يشاهدهم ولم يدرك زمانهم إلا ياخبار المخبرين ونقل الناقلين دون الاستخراج بالعقل والاستباطة بغيره فما يكن في كتابي هذا من خبر ذكرناه عن بعض الماضين مما يستذكره قارئه أو يستشعنه سامعه من أجل أنه لم يعرف له وجهافي الصحة ولا معنى في الحقيقة فليعلم أنه لم يؤت في ذلك من قبلنا وإنماأتي من قبل بعض ناقليه إلينا وأننا إنما أدينا بذلك على نحو مأodi إلينا⁶

”ناظرین کتاب یہ بات سمجھ میں کہ میں نے جو اخبار و حوادث اس کتاب میں نقل کئے ہیں اس میں میرا اعتقاد انہی روایات پر ہے جنہیں میں نے ذکر کیا ہے جن کے ساتھ ان کی سند بھی مذکور ہے اس میں وہ حصہ بہت ہی کم ہے جنہیں میں نے عقلی دلائل کے ادراک اور وجود انی استنباط کے بعد ذکر کیا ہے کیونکہ گذشتہ واقعات و حوادث کی خبروں کا نہ ذاتی طور پر ہمارا مشاہدہ ہے نہ وہ زمانہ ہم نے پایا ہے ان کا علم ہمیں صرف ناقلين اور رواۃ کی بیان کردہ خبروں سے ہی ہو سکتا ہے، نہ کہ عقلی دلائل اور استنباط سے۔ پس ہماری کتاب میں بعض ایسی روایات ہیں جنہیں ہم نے پچھلے لوگوں سے نقل کیا ہے، اگر ان روایات سے ہماری کتاب کے پڑھنے یا سنتے والے اس بناء پر تکلیف محسوس کریں کہ اس میں انہیں صحت کی کوئی وجہ اور معنی میں کوئی حقیقت نظر نہ آئے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اُن کا اندرانج ہم نے خود اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ اس کا منبع وہ ناقل ہیں جنہوں نے وہ روایات ہمیں بیان کیں اور ہم نے وہ روایات اسی طرح بیان کر دی ہیں جس طرح ہم تک پہنچیں۔“

طبری نے صرف روایات کا ایک وافرذ خیرہ ایک جگہ پر جمع کر دیا ہے۔ جو اس لحاظ سے یقیناً قابل تحسین ہے کہ آنے والے لوگ اس میں غور و خوض اور تحقیق و تدقیق کے بعد ایک صحیح اور مستند تاریخ کی کتاب مرتب کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر طبری بھی محمد بنی کی طرح ان روایات کو نقد و جرح کے بعد اپنی کتاب میں جمع کرتے تو تاریخ طبری ایک مستند کتاب کا درجہ حاصل کر لیتی۔⁷

جوامع السیرة

یہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان بن سفیان بن یزید (م ۴۵۶ھ) کی تالیف ہے۔ ابن حزم تفسیر، حدیث، علم کلام، فلسفہ، تاریخ، تقابل ادیان اور سیر و مغازی کے مشہور عالم تھے۔ ابن حزم کا ابتدائی روحان شافعی مسلک کی جانب تھا، بعد میں انہوں نے ظاہری مسلک اختیار کیا اور اس کی تائید و تاسیس اور نشر و اشاعت میں اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دیں۔⁸

سیرت نبویؐ پر ان کی مشہور کتاب کا نام جوامع السیرۃ ہے۔ ابن حزم نے آپؐ کی سیرت مختصر مگر جامع انداز میں پیش کی۔ آپؐ نے اس کتاب میں سیرت نبویؐ پر وہ بیادی مواد فراہم کیا جن سے سیرت کا کوئی طالب علم بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

مصنف نے یہ کتاب جس والہانہ عقیدت سے لکھی۔ اس کا اندازہ آپؐ کے درجہ ذیل اقتباس سے کیا جاسکتا ہے:

”إن سيرۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لمن تدبیر هاتقہی تصدیقہ ضرورۃٌ، وَ تَشہدُ لہ بِأَنَّهُ رَسُولُ اللہِ“

صلی اللہ علیہ وسلم حقاً، فلو لم تکن له معجزہ غیر سیرتہ صلی اللہ علیہ وسلم لکفی“⁹

”جو شخص مدرس رسول اللہؐ کی سیرت کا بغور مطالعہ کرے گا وہ لا محالة آپؐ کی تصدیق پر مجبور ہو گا، کیونکہ آپؐ کی سیرت طیبہ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آپؐ حقیقت میں اللہ کے رسول ہیں اگر اس کے سامنے آپؐ کی سیرت کے سوا کوئی اور مجزہ نہ بھی ہو تو یہی اس کے لئے کافی ہے“

واقعات کے تجزیہ میں وقتِ نظر، غورو فکر، تقابل کے بعد صحیح روایت کا انتخاب، ان غلط فہمیوں کی تصحیح جو عجلت یا قلت تدبیر کی بناء پر صادر ہوتی ہیں، ابن حزم کی سیرت نویسی کی وہ خصوصیات ہیں جن کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

ابن حزم نے سیرت نویسی میں تلحیص کا طریقہ اختیار کیا ہے اسی لئے انہوں نے سیرت میں اشعار اور فقرے ذکر نہیں کئے ہیں۔ تلحیص میں ان کا منہج یہ ہے کہ وہ متفرق مواد کو ایک عنوان کے تحت جمع کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک فصل میں رسول اللہؐ کے امراء کے نام لکھتے ہیں۔ دوسری فصل میں سرایا درج کرتے ہیں اور تیسرا فصل میں آپؐ کی ازواج مطہرات و اولاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔¹⁰

جوامع السیرة کے عمومی ڈھانچے سے پتہ چلتا ہے کہ ابن حزم کا زیادہ تر اعتماد سیرت ابن احْمَق پر ہے۔ خاص طور پر مغازی کے بیان میں جب وہ ہر غزہ میں شریک ہونے والے مسلمان اور مشرکین، مسلمان شہداء اور مقتولین مشرکین کی فہرستیں تیار کرتے ہیں یا ابن احْمَق کی روایت کا دوسرا سے سیرت نگاروں سے اختلاف واقع ہوتا ہے۔

مثلاً حافظ ابن حزم لکھتے ہیں کہ غزوہ بنی المصطلق سے مسلمانوں کی واپسی کے بعد واقع افک کے بارے میں جو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کے درمیان بحث اور گفتگو ہوئی تھی۔ بقول ابن حزم یہ راوی کا وہم ہے ، اسلئے کہ سعد بن معاذ کا انتقال غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہو چکا تھا اور غزوہ بنو قریظہ ذی قعده ۲۷ھ کے اواخر میں ہوا جبکہ غزوہ بنی المصطلق جسمیں یہ واقع افک پیش آیا شعبان ۶ھ میں حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات کے ایک سال آٹھ ماہ بعد پیش آیا۔ لہذا ان دونوں کے درمیان ملاقات ممکن نہیں۔ یہاں حافظ ابن حزم ابن اسحق کے قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ گفتگو حضرت سعد بن عبادہؓ اور اسید بن حضیرؓ کے درمیان ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔¹¹

ابن حزم نے سن بھری کی تاریخ کے تعین میں بھی اپنی ایک مستقل رائے قائم کی ہے۔ وہ سن بھری کی ابتداء ماہ محرم کی بجائے ماہ ربیع الاول قرار دیتے ہیں اور اسی سے واقعہ تیرتیس کی تاریخ لکھتے ہیں اس سے حافظ ابن حزم کی غرض اس سن بھری کی مخالفت نہیں ہے جس پر عمر فاروقؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمان متفق ہیں۔ در حقیقت آپ کا یہ طریقہ خالص تاریخی نقطہ نظر سے تاریخوں کے تعین میں زیادہ دقیق اور قرین صواب ہے۔¹²

ابن حزم کی سیرت نگاری کا یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ آپ سیرت کا بیان سرسری انداز میں نہیں کرتے، نہ محض ثواب کی نیت سے اور نہ سیرت نگاؤں کی فہرست میں اپنानام درج کرنے کے لئے، بلکہ سیرت رسولؐ آپ کے نزدیک آپؐ کی نبوت کی حقانیت کا ایک روشن اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مجzen دلائل نبوت میں سے ہے لیکن آپؐ کی سیرت وہ مجرہ ہے۔ جس کی طاقت، تاثیر اور معنویت تمام مجررات سے زیادہ ہے۔ اس نظریے کے تحت حافظ ابن حزم سیرت رسولؐ کی نشر و اشاعت کرتے ہیں۔¹³

کتاب الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ : یہ قاضی عیاض الاندلسی (م ۵۲۳ھ) کی تالیف ہے۔ قاضی عیاض حدیث اور علوم حدیث، نحو، لغت، کلام عرب اور ان کے ایام و انساب میں اپنے وقت کے امام تھے۔¹⁴

حدیث و متعلقات حدیث اور سیرت کے باب میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ تاہم سیرت نگاری کے حوالہ سے آپ کی بہترین تصنیف کتاب الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

“وهو: كتاب عظيم النفع كثير الفائدلة لم يُؤلف مثله في الإسلام شكر الله - سبحانه وتعالى - سعي مؤلفه و قابله بر حمته و كرمه”¹⁵

ملا علی قاری (م ۱۴۱۳ھ) فرماتے ہیں:

لamar أیت کتاب الشفاء فی شمائل صاحب الأصطفاء اجمع ماضیٰ فی بابه مجملًا من الاستیفاء

لعدمِ امکان الوصول الی انتهاء الاستقصاء قصدت أن اخذمه بشرح¹⁶

جب میں نے منتخب ترین ہستی کے شماکل کے باب میں کتاب شفاء دیکھی۔ جو اس موضوع پر اجمالاً احاطہ کرنے والی کتابوں سے جامع ترین ہے۔ کیونکہ کماحتہ 'احاطہ تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ تو میں نے شرح کے ساتھ اس کی خدمت کا ارادہ کیا"

کتاب الشفاء کا منہج دیگر اُتب سیرت سے خاصاً مختلف ہے۔ اس کتاب میں آپ کی باقاعدہ سیرت کہ جس میں آپ کی مبارک زندگی کو پیدائش سے لے کر وصال تک واقعات کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے موجود نہیں بلکہ آپ کے حقوق اور شماکل و فضائل کو صحیح اور مستند احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم اس کتاب میں بعض ضعیف احادیث بھی موجود ہیں۔ جن کی حافظ جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب "مناہل الضعفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں نشاندہی کی ہے۔ کتاب الشفاء کے اہم مباحث درج ذیل ہیں:

قسم اول

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نبی کریمؐ کی شان جمیل۔ اس باب میں دس فصلیں ہیں۔

آپ کی تکمیل صورت و سیرت۔ اس باب میں ستائیں فصلیں ہیں۔

آپ کی رفتہ شان۔ اس باب میں بارہ فصلیں ہیں۔

مجزراتِ نبوی۔ اس میں تیس فصلیں ہیں۔

قسم ثانی

- آپ پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت کا فرض ہونا۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں۔

- رسول اللہ سے محبت اور آپ سے اخلاص۔ اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔

- نبی کریمؐ کی تعظیم و توقیر۔

- آپ پر ذرود و سلام۔ اس باب میں دس فصلیں ہیں۔

قسم ثالث

- آپ کے امورِ دینیہ۔ اس باب میں سولہ فصلیں ہیں۔

- آپ کے لئے امورِ دنیویہ۔ اس میں نو فصلیں ہیں۔

قسم رابع

- بنی کریمؑ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں احکامات۔ اس قسم میں تین باب ہیں اور ہر باب کئی فصول پر مشتمل ہے۔

عيون الاشرفي فنون المغازى والشمائى والسير

یہ ابو الفتح محمد بن محمد بن عبد اللہ الاشبيلی المصري المعروف بابن سید النّاس (م ۳۴۷ھ) کی تالیف ہے۔ سیرت نبویؐ کے موضوع پر یہ جامع اور معتبر کتاب ہے۔ مصنف نے معیاری کتب سیرت کو آخذ بنا کر جہاں سے جو کچھ نقل کیا ہے وہیں اس کی سند بھی دی ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول کے آغاز میں مغازی و سیر کے دو مشہور سیرت نگاروں [محمد بن اسحق اور واقدی] کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال ذکر کئے ہیں اور ان کا محاکمہ کر کے دونوں کو سیرت کے میدان میں قابل اعتبار ٹھہرایا ہے۔

ابن سید النّاس نے اپنی اس کتاب کو تاریخی انداز میں لکھا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں

”سالِکاً فِي ذَالِكَ مَا اقْتَصَاهُ التَّارِيخُ مِنْ أَيْرَادٍ وَاقْعَدَهُ بَعْدَ أَخْرَى، لَا مَا اقْتَصَاهُ التَّرْتِيبُ مِنْ ضَمِ الشَّيْءِ
إِلَى شَكْلِهِ وَمِثْلِهِ“¹⁷

”یعنی اس کتاب کی تصنیف میں، میں نے تاریخ کا اعتبار کیا ہے۔ کہ ایک واقعہ کے بعد پیش آنے والا واقعہ لکھوں۔ اور یہ طریقہ اختیار نہیں کیا کہ یکساں مسائل اور واقعات کو ترتیب وار بیان کروں“

اگر کسی واقعہ سے متعلق کوئی صرفی، نحوی، محدثانہ، فقیہانہ یا کلامی بحث ہو، تو واقعہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد ”ذکر فوائد تعلق بہذہ الاخبار“ کے عنوان سے لاتے ہیں۔ مصنف ضعیف اور موضوع روایات اس غرض سے ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کے ضعف یا وضع کو ظاہر کیا جائے۔ مثلاً وفات کے وقت ابوطالب کا ایمان، یا آپؐ کے والدین کا بعد ازا وفات زندہ ہونا اور ایمان لانا۔ ابن سید النّاس لکھتے ہیں : لامعمول علیها¹⁸ یعنی یہ ایسی بے بنیاد روایات ہیں کہ جن پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد تفصیلی طور پر ان مذکورہ روایات کا تقدیمہ جائزہ لیا ہے، جس سے آپؐ کی دلیل انتہی کا پتہ چلتا ہے۔

زاد المعاد فی حمدی خیر العباد

یہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الدّمشقی المعروف بابن قیم الجوزی (م ۴۵۱ھ) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے اور بالخصوص سیرت نبویؐ کے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت

رکھتی ہے۔ مصنف نے اس میں رسول اللہ کی سیرت و صورت، خصائص و شاکل، عادات و اخلاق اور فتاویٰ و گفتار سے متعلق ایک ایک بات محفوظ کر دی ہے۔

ابن قیمؒ کا منیج یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے واقعات کو سیرت کی کتب سابقہ سے اخذ کیا ہے۔ پھر ان واقعات سے متعلق احادیث کو ذکر کیا ہے اور ہر روایت کو نقد و جرح کی کسوٹی پر پر کھاہے اور تمام رواۃ و اسناد پر تحقیقی نظر ڈالی ہے۔

ابن قیمؒ چونکہ ایک بڑے فقیہ بھی تھے اس لئے وہ صرف واقعات کے بیان پر اكتفاء نہیں کرتے۔ ان سے باوقات فقہی احکامات کا استنباط بھی کرتے ہیں مثلاً وفد کندہ اس حالت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ وہ ریشم کے کپڑوں میں ملبوس تھے جب آپؐ نے ان سے کہا کہ مسلمانوں کے لئے ریشمی لباس منوع ہے تو انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔¹⁹ ابن قیمؒ اس واقعہ سے استنباط کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حرام چیزوں کو ضائع کر دینا چاہئے۔ فقهہ السیرۃ کے موضوع پر یہ ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ مصنف نے زاد المعاد میں طبِ نبوی سے متعلق ادعاہ ما ثورہ کے علاوہ دو اؤں اور جڑی بوٹیوں کے خواص و فوائد پر سیرہ حاصل بحث کی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن قیمؒ کو فن طب سے کتنی گہری دلچسپی ہے۔ یہ کتاب اپنی معنویت، افادیت اور اہمیت کے اعتبار سے واقعی زاد المعاد یعنی تو شہ آخرت ہے۔

البدایۃ والتحلیۃ

یہ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمرو بن کثیر القرشی، الدمشقی الشافعی (م ۷۷۷ھ) کی تالیف ہے۔ البدایۃ والتحلیۃ اگرچہ بنیادی طور پر کتب تاریخ کی صفحہ میں آتی ہے، لیکن کتب سیرت میں بھی ان کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس کی چار جلدیں سیرت نبوی کے لئے منسخ ہیں۔

یہ کتاب روایات کی صحت و واقعات کی ترتیب، مصنف کے مطالعہ کی وسعت اور نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت، مختلف علوم سے کسب فیض اور اس کے اختصار و جامعیت اور نبی کریمؐ کی ذات سے والہانہ لگاؤ کی وجہ سے ایک بے حد مفید تصنیف ہے۔ حافظ ابن کثیرؓ نے البدایۃ والتحلیۃ میں مذکور سیرت نبویؓ کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصے کو کتاب کا نام دیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ کتاب المبعث

۲۔ کتاب المغازی

۳۔ کتاب المبعث

- ۴۔ کتاب الوفود
- ۵۔ کتاب الحجۃ الوداع
- ۶۔ کتاب الشمائل
- ۷۔ کتاب دلائل النبوت²⁰

ابن کثیر²¹ نے اپنی کتاب کو مختلف ذیلی عنوانات، فصول اور ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ابتداء میں سن درج کرنے کا خاص اہتمام نہیں کیا ہے تاہم ترتیب زمانی کا لحاظ کرتے ہوئے واقعات و حالات بیان کئے گئے ہیں۔ البتہ ہجرت مدینہ سے واقعات کی سنوار ترتیب موجود ہے۔

حافظ ابن کثیر²² کا منیج یہ ہے کہ وہ سیرت نبویؐ کا ذکر کرتے وقت سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی تاریخ کے ابتدائی حصے سے لے کر سیرت نبویؐ، مغازی، شاہکل و دلائل اور دیگر واقعات سے متعلق ضروری مقامات پر قرآنی آیات سے استشهاد تفسیری نکات اور مختلف معتبر تفسیروں کے حوالے نقل کئے ہیں۔ چنانچہ کتاب کی ابتداء میں جب تخلیق کائنات سے شروع کرتے ہیں تو موقع و محل کی مناسب آیت: ”اللَّهُ خالقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَ كَنِيل“²³ سے شروع کرتے ہیں۔ سیرت نبویؐ کی ابتداء سورۃ انعام کی آیت : ”اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه“²⁴ سے کیا ہے۔ مغازی الرسول میں غزوہ بدرا کے واقعات شروع کرنے سے پہلے یہ آیت کریمہ : ”وَلَقَدْ نَصَرْتُكُمُ اللَّهُ بِيَدِكُمْ وَأَنْتُمْ أَذْلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ أَعْلَمُكُمْ تَشْكُرُونَ“²⁵ کو درج کیا ہے۔ اسی طرح آپ نے سیرت نبویؐ اور انبیاء کرام کے واقعات و حالات میں تقریباً چھ ہزار مقامات پر مختلف آیات ذکر کی ہیں۔ اس طریقہ کار سے ایک طرف تو حافظ ابن کثیر²⁶ کی قرآن فہمی کا بھرپور احساس ہوتا ہے تو دوسری طرف سیرت نبویؐ کے واقعات سے گہری واقفیت کا پیدا چلتا ہے۔ حافظ ابن کثیر²⁷ نے تاریخ اور علم الحدیث میں عجیب امترانج کی ایک جدید اسلوب کی بنیاد ڈالی ہے اور محدثین و مؤرخین کے دو مختلف فنون کو یکجا کیا ہے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں واقعات سیرت کو بیان کر کے اور اس کے ساتھ سند و متن کی تحقیق و تتفیق کے سلسلے میں جرح و تدعیل کے ماہر علماء کے اقوال بکثرت نقل کئے ہیں۔ وہ ایک تاریخی خبر نقل کر کے مختلف حدیثی مصادر سے ان کے لئے شواہد و ظائز پیش کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر²⁸ نے سیرت نبویؐ کی تشكیل میں ان احادیث کے مابین جمع و تطبیق دینے کی کوشش کی ہے جس میں بظاہر تناقض نظر آتا ہے۔²⁹ اس کے علاوہ آپ سیرت نگاری کے ساتھ ضمناً بعض دوسرے دلچسپ معلومات بھی فراہم کرتے ہیں۔ آپ نے

اپنی اس کتاب میں تفسیر و حدیث، ناسخ و منسوخ، فقہ، کلام، اشعار اور دیگر مختلف علوم و فنون پر سابق مؤلفین کے جمع کئے ہوئے بیش بہامواود کو سموئے کی کوشش کی ہے۔

حافظ ابن کثیر^ر کی "اس کتاب" "البدایہ والنھایہ" میں ضعیف روایات بھی در آئی ہیں جن میں سے بعض تو ایسی ہیں جن پر خود حافظ ابن کثیر^ر نے گرفت کی ہے۔²⁵ لیکن بعض ایسی روایات بھی ہیں جن پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ہے۔²⁶ لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں اور اس سے کتاب کی افادیت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

المواھب اللدنیہ بالمن الحمدیہ

یہ شیخ احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القطلانی (م ۹۲۳ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف نے سیرت نبویؐ کو زمانی ترتیب سے تالیف کیا ہے۔ واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپ صرف واقعات درج کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ بعض واقعات اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ تحقیق طلب واقعات کی وضاحت کرتے وقت تمام ضروری معلومات پیش کرتے ہیں اور رُواۃ سے متعلق جرح و تعدیل بھی کرتے ہیں۔²⁷ تاہم اس کتاب میں صحیح روایتوں کے ساتھ ضعیف اور موضوع روایتیں بھی موجود ہیں۔²⁸ یہ کتاب قاهرہ سے دو جلدیں میں شائع ہوئی اور اردو میں بھی دو جلدیں میں ہی سیرۃ محمدیہ کے نام سے مولانا عبد الجبار خان آصفی نظامی نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون (السیرۃ الحلبیہ)

یہ نور الدین علی بن برہان الدین الحلبی (م ۱۰۲۸ھ) کی تالیف ہے۔ کتاب کا نام انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ہے اور عموماً السیرۃ الحلبیہ کے نام سے مشہور ہے۔²⁹ اس کتاب کے مأخذ کے بارے میں مصنف نے ابتداء ہی میں صراحت کی ہے کہ یہ کتاب فتن سیرت کی دو معروف کتابوں یعنی ابن سید الناس (م ۷۳۲ھ) کی عیون الاشر اور شمس الدین محمد بن یوسف الشافعی (م ۹۲۲ھ) کی السیرۃ الشامیہ (سلیل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد) سے مانوذہ ہے۔ مصنف نے سیرت کے علاوہ بہت سے ایسے مسائل سے بھی بحث کی ہے جن کا تعقیل عقائد اور عبادات سے ہے۔

مصنف نے سیرت نبویؐ کی تشكیل میں ان روایات کے مابین جمع و تطابق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے۔ یہ علم حدیث کا نہایت اہم فن ہے اور اس فن کا مقصد یہ ہے کہ دو بظاہر متضاد المعنی احادیث میں جمع و توفیق کی کوشش کی جائے یا ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے۔

علامہ حلیٰ نے جن مصادر سے معلومات و اقتباسات حاصل کئے ہیں ان موافقین کے نام اور ان کی کتابوں کا تذکرہ ہوا لے کے طور پر ذکر کیا ہے۔ فروعی (فقہی) مسائل میں چونکہ مصنف امام شافعی¹ (م ۲۰۷ھ) کا بیرون کا رہے اس لئے جامع امام شافعی² کے اقوال کا حوالہ دیتے ہیں۔³⁰ مصنف نے آیاتِ قرآنیہ سے بہت سی جگہوں پر استشهاد کیا ہے۔

شرح المواصب اللدنیہ

یہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م ۱۱۲۲ھ) کی آٹھ جلدیوں پر مشتمل المواصب اللدنیہ (قطلانی) کی شرح ہے جو کہ کتب سیرت میں زیادہ جامع، مستند اور محققانہ تصنیف تصور ہوتی ہے (۳۱)۔ مصنف نے ہر ایک بات کے متعلق جتنی حدیثیں مروی ہیں وہ سب ایک جگہ لکھ دی ہیں۔³¹ یہ کتاب ۱۳۲۸ھ میں مصر سے چھپ چکی ہے۔

مختصر سیرۃ الرسول

یہ محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان الترمی (م ۱۲۲۲ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف نے حضرت آدمؑ سے لے کر نبی کریمؐ تک کے واقعات کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔³² اس کے بعد آنحضرتؐ کی حیات مبارکہ کو زمانی ترتیب سے جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف نے خوبصورتی سے قرآنی آیات، سیرت اور حدیث کے کتابوں سے واقعات کو چن چن کر اس انداز سے پیش کیا ہے گویا کہ موتیوں کو ایک لڑی میں پر دیا گیا ہو، جہاں سے کوئی روایت اخذ کرتے ہیں تو ساتھ ہی مصادر و مراجع ذکر کرتے ہیں البتہ اختصار کو ملحوظ غاطر رکھتے ہوئے سند حدیث ذکر نہیں کرتے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیرت نگاری نے اپنے ارتقائی سفر میں ابتدائی کاؤشوں سے لے کر سنجیدہ اور پھر وقیع و مستند کتب تک رسائی میں کافی مرحل طے کئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری کے فن نے کافی ترقی کی اور مصنفین نے اسے ایک الگ فن کی حیثیت دیدی اور بالآخر بات یہاں تک پہنچی کہ سیرت ایک قد آور اور منفرد قسم کا موضوع بن گیا۔ جس کے نتیجے میں سیرت سید المرسلین اور تاریخ اسلام کے موضوع پر کافی کام ہوا۔

حوالی

¹- امام احمد، مستند امام احمد بن حنبل ج ۲، ص ۱۸۳، رقم ۲۵۳۰۲۔

²- الترمذی، محمد بن عیّاشی، سنن الترمذی، حدیث نمبر ۲۸۳۱۔

³- مبارکپوری، قاضی اطہر، تدوین سیر و مغازی، مقدمہ، ص ۱۳۔

⁴- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال، ج ۳ ص ۲۹۸، و سیز گین، فواد، ج ۱ ص ۱۵۹-۱۹۶۔

- ۵۔ نعماں، شبلی، ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی، ج ۱ ص ۲۶۵-۲۶۶۔
- ۶۔ طبری محمد بن جریر، تاریخ طبری، مقدمہ، ج ۱ ص ۵۔
- ۷۔ الوبابی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار انصاری، تاریخ الرسل والملوک کی استادی حیثیت، ششماہی مجلہ جامعہ پشاور، ج ۲، ش ۱۹۹۵ء، ص ۷۔
- ۸۔ C. Van Arendok، ابن حزم، اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔
- ۹۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم، م ۳۵۶، جوامع السیرة، مقدمہ، ص ۶۔
- ۱۰۔ ایضاً، ص ۳۸، ۳۱، ۲۳، ۲۷۔
- ۱۱۔ ایضاً، ص ۲۰۲۔
- ۱۲۔ ایضاً، مقدمہ، ص ۱۰۔
- ۱۳۔ ایضاً، مقدمہ، ص ۶۔
- ۱۴۔ ابن حکیمان، احمد بن محمد، وقایات الاعیان، ج ۳ ص ۳۸۳۔
- ۱۵۔ خلیفہ حاجی، کشف القنون، ج ۲ ص ۱۰۵۲-۱۰۵۳۔
- ۱۶۔ ایضاً، ج ۲ ص ۱۰۵۵۔
- ۱۷۔ ابن سید الناس، عيون الاشراف فنون المغازی واشتمائل والسریر، ج ۱۱۔
- ۱۸۔ ایضاً، ج ۱ ص ۱۵۲۔
- ۱۹۔ الجوزی، ابن قیم، زاد المعاد فی حدی خیر العباد، ج ۳۰۔
- ۲۰۔ ابن کثیر، حافظ عباد الدین ابو الفداء اسماعیل، البداییہ والنھاییہ، ج ۳، ص ۳۹۵۔
- ۲۱۔ سورۃ الزمر: ۲۲۔
- ۲۲۔ سورۃ الانعام: ۱۲۳۔
- ۲۳۔ سورۃ آل عمران: ۱۲۳۔
- ۲۴۔ ابن کثیر، حافظ عباد الدین ابو الفداء اسماعیل، البداییہ والنھاییہ، ج ۲ ص ۳۳۳۔
- ۲۵۔ ایضاً، ج ۲ ص ۲۰۸، ج ۲ ص ۲۰۹، ج ۲ ص ۲۱۱، ج ۲ ص ۲۱۲، ج ۲ ص ۲۱۳۔
- ۲۶۔ ایضاً، ج ۲ ص ۲۰۹، ج ۲ ص ۲۱۲-۲۱۳، ج ۲ ص ۲۰۱۔
- ۲۷۔ القطاںی، احمد بن محمد بن ابی بکر، المواصب اللدینیہ بالمحظی الحمدیہ، ج ۱ ص ۳۲۶-۳۲۷۔
- ۲۸۔ نعماں، شبلی، ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی، ج ۱ ص ۳۸۔
- ۲۹۔ الجلی، برhan الدین الشافعی، السیرۃ الحلبیہ، ج ۱، ص ۱۔
- ۳۰۔ ایضاً، ج ۲ ص ۲۹۳۔
- ۳۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، ج ۱۶ ص ۱-ص ۱۸۱۔
- ۳۲۔ عبد الرحمن بن عبد الطیف بن عبد اللہ، مشاہیر علماء نجد، ص ۲۸۔

مصادر و مراجع

1. القرآن کریم
2. ابن حزم، ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم، جوامع السیرة، تحقیق: دکتور احسان عباس، دکتور ناصر الدین اسد، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، سن طباعت نامعلوم۔
3. ابن خکان، ابوالعجاں شمس الدین احمد بن محمد بن ابی کثرویات الاعیان و آباء آبنا الزمان، تحقیق: دکтор احسان عباس، منشورات رضی قم ایران، ۱۳۶۲ھ۔
4. ابن سید الناس، عیون الاشراق فنون المذاہی والشمائل والسریر، دار القلم بیروت ۱۹۹۳ء۔
5. ابن قیم الجوزی، زاد المعاد فی حدی خیر العباد، دار احیاء التراث العربي، قاهرہ ۱۹۹۴ء۔
6. ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالقداء اسماعیل، البدایہ والتجھیز، تحقیق: صدقی جمیل العطار، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۷ء۔
7. امام احمد، منند امام احمد بن حنبل، تحقیق و تخریج، الارنوٹ، شعیب، مرشد، عادل، موسیٰ الرسالہ بیروت، ۱۹۹۵ء۔
8. الترمذی، محمد بن عیسیٰ سنن الترمذی، دار عمران بیروت، سن اشاعت نامعلوم۔
9. الحلی، برhan الدین الشافعی، السیرۃ الحلبیہ، دار احیاء التراث العربي بیروت، سن طباعت نامعلوم۔
10. خلیفہ، حاجی، کشف الظنون، دار احیاء التراث العربي بیروت، سن طباعت نامعلوم۔
11. دانش گاہ پنجاب، اردو دائرة معارف اسلامیہ، لاہور۔
12. الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتمال، دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البانی اللبنی ۱۹۶۳ء۔
13. سیز گین، فواد، تاریخ ارث اعرابی، ادارۃ الثقافت و انتساب یا جامعۃ اعرابیۃ سعودیہ ۱۹۸۳ء۔
14. طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، دار المعارف مصر، سن طباعت نامعلوم۔
15. عبد الرحمن بن عبد الطیف بن عبد اللہ، مشاہیر علماء مجدد، دار الیمامہ للبحث والتأمیل ونشر المکملۃ، سعودیہ ۱۳۹۲ھ۔
16. القطلانی، احمد بن ابی بکر، المواهب اللدنیہ بالمحمدیہ، تحقیق صالح احمد شاہی، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۹۹۱ء۔
17. مبارکبوری، قاضی اطہر، تدوین سیر و مغزاوی، شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند ۱۳۱۰ھ۔
18. نعمانی، شبیلی، ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی، افسیل تاجر ان کتب لاہور ۱۹۹۱ء۔
19. C. Van Arendok، ابن حزم، اردو دائرة معارف اسلامیہ